خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 69

Track 1

Time 55:25

۱۔کلمہ شہا دت سے کے کیا معنی ہیں گواہی دینے سے کیا مراد ہے ؟

جہاں تک گو اہی کا شہادت کا تعلق ہے وہ عمل جس کی شہا دت دی جا تی ہے دیکھا نہ گیا ہو تو شہاد ت متبرک نہیں ہو تی ہم کہتے ہیں اشھدان لا الہ اللہ ...میں گو اہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ اشھدان ...اللہ ایک ہے واشھدان محمد...اور محمد رسول اللہﷺاللہ کے رسول ہیں اس میں بہت سارے لوگ ایسے بھی ہیں جو بہت معروف شخصیت ہیں رو حانیت میں وہ جب کلمہ پڑھتے ہیں تو حضرت لا الہ ...الا اللہ ...نہیں کہتے تھے ان کے اوپر کے اوپر فتوی لگا علمگیر کے دربار مہ پیش کیا گیا اور ان سے پو چھا گیا کہ آپ صرف لا الہ کیوں کہتے ہیں الا اللہ ...کیوںنہیں کہتے تو انہوں نے کہا کہ تو وہ کہتا ہے صاحب بات یہ ہے کہ میں اندیکھی چیز کا کیسے اقرار کر لو ں تا ریخ بتا تی ہے کہ معاملہ بڑا اور کا بول بیٹھا اور انہیں شہید کر دیا اب اس کی گوا ہی کا تعلق ہے شہا دت کا تعلق ہے وہ تو دیکھے بغیر ہو تی نہیں ہے اب کیسی معاملہ کو سلجھا نے کہ اولیا ء اللہ نے یہ تصرف میں یہ روحانیت میں علم کی وہ قسمیں بنا دی ہیں وہ کہتے ہیں صاحب علم کی ایک قسم یہ ہے کہ آپ کو علم کی کسی بات پر یقین ہے مثلاًآپ سورج کو دیکھیں کسی جگہ بیٹھے ہو ئے ہیں وہ رو شنی دے رہا ہے دن کا وقت ہے کیوں کیئے آپ کو اس بات کا یقین ہے یہ سورج نکلنے کا وقت ہے آپ یقینا یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ دن کے گیا رپ بجے ہیں با رہ بجے ہیں سورج جو وہ موجو دہے اور دھو پ نکلی ہو ئی ہے تو یہ صیحح تو اس کی بنیاد پر آپ نے یہ کہا کہ دن کے گیا رہ بجے ہیں دن کے گیا رہ بجے کا مطلب یہ ہوا کہ دن نکلا ہو اہے دو سرا شخص کمرے میں سے با ہر آتاہے اور وہ آسمان کی طر ف دیکھتا ہے ۔ تو وہ دیکھتا ہے کہ سو رج نکلا ہو ا ہے اور وہ سورج کی جو شعاعیں ہیں دھو پ جو ہے اس کو دیکھنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ صاحب سو رج نکلا ہوا ہے کیوں کہ اس نے اس بات کو دیکھ لیا ہے اور دیکھ کر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ سورج موجود ہے اس کو رو حانیت کے سفر میں اہل یقین کہا جا تا ہے ۔اپنی آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھنا یہ ہے یقین پہلا درجہ یہ ہوا کہ علمی اعتبار سے کسی بات کا یقین ہو نا ۔تیسرا درجہ یہ ہے کہ آپنے سورج کو دیکھا یا نہیں دیکھا لیکن آپ سور ج کی ما ہیت سے سورج کی اصلیت سے واقف ہوں آپ یہ بھی جا نتے ہیں کہ سورج کیا ہے سورج کے اندر رو شنی کہاں سے آرہی ہے سورج کا گھٹنا بڑھنا کیا ہے ۔ سورج کس

اقتدار پر گھوم رہا ہے و ہ کیا چیز ہے وہ کس بات پر گھوم رہی ہے وہ کیا چیز
ہے ۔تو یہ جزوایات کا علم معلوم ہو نا ۔اور سورج کی عقیدت کا پتا چلنا اور یہ
بات جان لینا کہ سو رج کیوں ہو ا ہے کیوں ہو تا ہے رو شنی کیا ہے رو شنی
کہاں سے آرہی ہے ۔ سورج کاک طلوع کیا ہے سو رج کا زوال کیا ہے سورج کا
غروب کیا ہے ۔ان تمام ضروریات سے واقفیت کو رو حانیت والے حق الیقین کا نام
دیتے ہیں ۔ اب علم کی علم کے تین درجے ہو ئے ایک علم میں یقین ،دو علم کی
بنیاد یقین کا درجہ حاصل کر لے ، دو سری یہ ہے کہ آپ آنکھوں سے دیکھیں
آنکھوں سے دیکھنے کے بعد یقینی بات ہے اس درجہ کا نام اہل یقین ہو ا دو سری
صورت یہ ہو ئی کہ آپ اس کی ضروریات سے اس کی سے واقفیت کر تے ہوں ۔
اس کو حق الیقین کہتے ہیں یہی صورت حال شہا دت کی ہے اب قرآن پاک
پڑھتے ہیں ہمیں علمی اعتبار سے اس با ت پر یقین ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب
ہے قرآن اللہ کے ارشادات اور ثبودات پر مشتمل ہے ۔قرآن رو حانی تحریر ہے ۔
تو جب ہم قرآن پاک پڑھتے ہیں اور قرآن پاک میں ہمارے سامنے یہ بات آجا تی
ہے کہ اللہ کے اپنے محبوب بندے محمد رسول اللہﷺ کو اپنا نما ئدہ بنا کر بھیجا اپنا
پیغمبر بنا کر بھیجا اپنا قادر بنا کر بھیجا تو اس علم کی بنیاد پر ہم رسول اللہﷺ
کی بات کی شہا دت دیتے ہیں لیکن یہ شہا دت تو ہے لیکن علمی اعتبار سے یہ
شہا دت ہے ابھی بھی شہا دت اس کو نہیں سمجھا جا ئے گا اب ایک صورت
ایسی ہے کہ رسول اللہﷺ کا جو علم ہے وہ علم رسول اللہﷺ کے امتیوں کو بھی
منتقل ہوا ہے ذہنی اعتبارسے بھی طرز فکر کے اعتبار سے بھی اور اللہ کے رسول
اللہﷺ ہو نے کے اعتبار سے بھی اب رسول اللہﷺ کا جو علم ہے وہ ہمارے سامنے
یہ ہے کہ رسول اللہﷺ عام انسانوں کی طر ح کھا تے بھی تھے ،عام انسانوں کی
طر ح رہتے بھی تھے ،عام انسانوں کی طر ح رسول اللہﷺ کی پیدا ئش بھی ہو
ئی تھی ،اور عام انسانوں کی طر ح رسول اللہﷺ نے شا دیاں بھی کر یں اور کی
کا رو با ر بھی کئے وغیرہ وغیرہ لیکن ساتھ ساتھ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ
رسول اللہﷺ کے پاس وحی لیکر حضرت جبرا ئیل علیہ السلام بھی تشریف لا تے
رہے اب جو فرشتے ہیں جن کو ہم نہیں دیکھ سکتے ۔ پھر رسول اللہﷺ کو اللہ
تعالیٰ نے ایک خصوصی علم یہ بھی عطا فرمایا کہ ان کے اندر غیب کی نظر کام
کر رہی ہے وہ فر شتوں کو بھی دیکھتے تھے دیکھئے اب غا ر حرا کا واقعہ ہے
حضرت جبرا ئیل علیہ السلام تشریف لا ئے اور انہوں نے فرما یا اقرا ء ربک الذی
...خلق ...خلق انسان من علق ... تو اب یہ حضور پاک ﷺ نے حضرت جبرا ئیل کو
دیکھا کیوں کہ پہلی دفعہ دیکھا تھا تھوڑی سے گھبرا ہٹ بھی ہو ئی اور وہ سارے
واقعہ آپ نے حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لا ئے اور لیکن بات یہ ہے کہ حضور
پاکﷺ نے ایک معاورا ئی مخلوق کو دیکھا ایک معاورائی مخلوق حضرت جبرا ئیل
علیہ السلام ان سے مخاطب ہو ئے اور حضر ت جبرائیل علیہ السلام نے ان کو
قرآن پاک پڑھا یا ۔ تو اب یہ جو ہے رسول اللہﷺ کی ایک خصوصیت ہو گئی ۔ یہ
عام لوگوں کو حاصل ہو ئی ہے عام لوگ کیا نو ع انسان کو کیوں کہ ہم حضور

پاکﷺ کے امتی ہیں تو اس امتی ہو نے کی نسبت سے رسو ل اللہﷺ کی یہ معاورا
ئی صلا حیت رکھتی ہے اور ان کی امت کو بھی منتقل ہو ئی ہے ۔ تو اب یہ
حضور پاک ﷺ کا اس لئے اقرار کر نا کہ اللہ کی کتاب بھی مو جود ہے اللہ نے فر
ما یا ہے یہ اپنی جگہ علم یقین کے دا ئرے میں آگیا اور جب کو ئی آدمی رسول
اللہﷺ کی نسبت کے تحت اس نظر کو اپنے اندر بیدار اور متحرک کر لیتا ہے جو
نظر غیب میں کام کر تی ہے اس کے تحت یہ کہے گے کہ اس نے یعنی رو حانی
آنکھ سے بھی رسول اللہﷺ کی زیارت کی اسی صورت میں بہت سارے اللہ کے
ایسے بندے ہیں موجود جو رسول اللہﷺ کی زیارت کر تے ہیں خواب میں دیکھتے
ہیں مرا قبے میں زیارت کر تے ہیں ظاہر ہے رسول اللہﷺ کی جو خواب میں
زیارت ہو رہی ہے ۔اس کو ہم اس آنکھ سے دیکھنا نہیں کہتے خواب کے اندر
ہماری رو ح بیدار اور متحرک ہو جا تی ہے اور وہ رو ح جو ہے اور وہ رسول
اللہﷺ کی زیارت میںہو جا تی ہے اور جیسے ہم رسول اللہﷺ کی زیارت کر تے
ہیں ۔ اولیا ء اللہ کے بے شمار واقعات ایسے ہیں اور ہر انسان پر اللہ تعالیٰ نے
صلاحیت عطا کی ہے اگر انسان اپنی صلا حیت بیدار اور متحرک کر ے تو وہ
جسمانیل آنکھ سے بھی رسول اللہﷺ کی زیارت سے مشرف ہو سکتی ہے ایسی
صورت میں جب بندے رسول اللہﷺ کی زیارت کر لیتا ہے اور پھر کہتا ہے اشھدان
لاالہ اللہ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب اس کی شہا دت متبرک ہو گی۔ علیین
یقین سے وہ نکل کر اہل یقین میں داخل ہو گیا ہے ۔اب اس میں رسول اللہﷺ
کی زیا رت ہو گئی رسول اللہﷺ کو دیکھ لیا اور دیکھنے کے بعد ان کا اقرار کر لیا
اب یہ جو رسول اللہﷺ پر اللہ تعالیٰ کی کتنی مہر با نیاں ہیں کتنی شفقتیں
ہیں، کتنی رحمتیں ہیں ،کتنی عنا یتیں ہیں اور ان کا اللہ تعالیٰ سے کیا تعلق
ہے ۔او ر تعلق کی بنیا دپر رسول اللہﷺ کی وہ نسبت جو نسبت اللہ اور اللہ کے
رسول کے درمیان قائم ہے وہ بھی امت کے درمیان منتقل ہو جا تی ہے ۔تو اس
سے پھر یہ پتا چلتا ہے کہ رسول اللہﷺ پر اللہ تعالیٰ نے کس قدر انعامات کئے ہیں
رسول اللہﷺ پر اللہ تعالیٰ کتنے را ضی ہیں رسول اللہﷺ پراللہ تعالیٰ کتنے محبوب
ہیں ۔ایک دفعہ بڑا عجیب واقعہ ہے میں نے حضور قلندربابااولیا ء سے اسی طر
ح کیا کہ بڑا مقام ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ سے رسول اللہﷺ نے دعا ما نگی اور
اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر دیا۔جب کبھی ایسا ہوا کہ ہے حضور پاکﷺ نے اللہ
تعالیٰ سے کو ئی بات کہی ہو اور وہ تو حضور قلندربابااولیا ء نے فر مایا نہیں
ایسا کبھی نہیں ہوا۔اور ساتھ ہی یہ فر مایا کہ رسول پاک ﷺ کا اتنا بڑا مقام ہے
کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اتنی زیادہ میزاج شنا س ہے کہ انہوں نے کبھی ایسی بات
اللہ تعالیٰ سے کہی ہی نہیں کہ ان کو یہ بات پتا ہے کہ اس بات سے اللہ تعالیٰ
راضی ہو نگے ۔ اس بات سے اللہ تعالیٰ را ضی نہیں ہوں گے یہ بات اللہ تعالیٰ
کے میزاج کے خلاف ہے یہ بات اللہ تعالیٰ کے میزاج کے موافق ہے تو فرمایا کہ
ابھی تو غر یب با ت ہے کہ حضور پاکﷺ کی زندگی میں ایک درخواست بھی ایسی
کسی رو حانی آدمی کو نہیں ملے گی ۔ کہ رسول اللہﷺ نے اللہ سے درخواست

کی ہو انہو ں نے اس کو لا محدود کردیا اور اس کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے
میزاج شنا خت ہے وہ بات حضو ر پاکﷺ سے فرما تے ہی نہیں کہ ان کے
میزاج کے مطا بق نہیں ہو اب بحیثیت امتی کے رسول اللہﷺ کی قربت حاصل ہو
تی ہے اپنے رسول اللہﷺ کی یہ طر ز فکر اللہ تعالیٰ کی شنا سی کی طر ز فکر
بھی امت کے اندر منتقل ہو گی ۔اب کون کہتا ہے کہ رسول اللہﷺ کے اندر میزاج
شنا سی کی جو طر ز فکر ہے لیکن امت کے اندر یہ جس وقت منتقل ہو گی دو
چار دس بیس پچاس تو ہو گی ۔ تو یہ دو چا ر پچاس سو بھی ہیں یہ بہت بڑی
سعادت ہے تو ایسی صورت میں جب ہم رسول اللہﷺ سے واقف ہو جا ئیں گے تو
رسول اللہﷺ کا اللہ کا جو تعلق ہے سچا ہے محبت کا نبوت کا ہم اس سے بھی
واقف ہیں جب ہم اس سے واقف ہوں گے اب ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے دے بندے
محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر جب اقرار کر یں گے تو اس کا مطلب یہ ہوا
ہم وہ قرار حق الیقین کے یعنی ہم نے یقین کا حق پو را کر دیا ہے ۔ اب شہا دت
کے تین درجے ہم نے بتا ئے ہیں آپ کو تو شہا دت کا سب سے پہلا درجہ تو یہی
ہے کہ علمی اعتبار سے ہم کسی بات پر یقین رکھتے ہوںاور اس کا اقرار کر تے
ہوں ۔ دو سرا یہ ہے کہ ہم آنکھ سے دیکھتے ہوں اور پھر اقرار کر تے ہوں ۔اور
تیسری بات یہ ہے کہ کو ئی بھی واقفیت رکھتے ہوں اب یہ ٹھیک ہے کہ بھئی
جیسے ہم کہتے ہیں لا الہ اللہ محمد رسول اللہ...کو ئی معبود نہیں ہے مگر اللہ
کے بڑی عجیب بات ہے پہلے توآپ معبود ہو نے کا انکار کر رہے ہیں نفی کر رہے
ہیںلا الہ اللہ ...کوئی اللہ کے سوا نہیںکو ئی معبود نہیں ساتھ ہی آپ کہتے ہیں
الااللہ ...مگر اللہ ہے اب یہ بھی ایک غور طلب بات ہے کہ بھئی لا الہ کی کیا
ضرورت ہے الالہ محمد رسول اللہ ...لا الہ اللہ ...نہیں کو ئی معبود اس کا
منشاء بظاہر یہ نظر آتا ہے یا ہم جس طر ح اللہ کو مانتے ہیں اللہ کو جا نتے
ہیں وہ متبر ک مثلاً وہ تو اللہ کو ما نتے ہی تھے لیکن ساتھ بت بھی تلاش کر کے
خانہ کعبہ میں ساتھ بت رکھے ہو ئے تھے ۔تو وہ جس طر ح تم خدا کو جا نتے ہو
خدا جو ہے وہ اس طر ح نہیں ہے جس طر ح تم شرک کی حالت میں شرک کی
حالت میں رہتے ہو ئے خدا کو خدا جانتے ہو لا الہ اللہ ...میں ان تمام خدائوں کی
نفی کر تا ہوں جو خدا نہیں ہے یا جن کو ہم نے خدا سمجھا ہوا ہے اللہ اور
محمد رسول اللہﷺ نے دیکھا اور محمد رسول ﷺ نے بتایا کہ اللہ واحد ہے اللہ دس
نہیں ہے بیس ہیں تو یہ جو لا الہ کہنے کے بعد ہم نفی کر تے ہیں معبودیت اس
بات کی نفی کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی سے پہلے کہ جس
طر ح ہم خدا کو جانتے ہیںیا نفی کر تے ہیں اور جس طر ح رسول اللہﷺ نے
ہمیںبتا یا اب رسول اللہﷺ نے جس طر ح خدا کو دیکھا اس کا نام اخلاق ہے نہیں
کو ئی معبود ہم جو بتا رہے ہیں ہم اس کی نفی کر کے ایسے اللہ کا اقرار کر تے
ہیں ۔ جو رسول اللہﷺ نے لی ۔محمد رسول اللہﷺ محمد اللہ کے قاصدہیں اللہ
کی نشا ندہی کی یا اللہ کو حافظ کیا جس طر ح اللہ کی صفات بیان کی یا اللہ
کی قاصدنے اللہ کی وحدنیت کو بیان کیا ۔اس طر ح ہم اللہ کا اقرار کر تے ہیں

اللہ کواپنا مانتے ہیں پھر کلمہ شہا دت پر آپ آجا ئیے کلمہ شہادت اشهدان لا الہ
اللہ... یہ تو ہم نے کئی دفعہ پڑھ لیا۔تو پڑھنے کا کیا اثر ہو تا ہے تو یہ پڑھنے تو
یہ ہوا کہ جس طر ح ہم اللہ کو جا نتے تھے ۔بت پر ستی کی حیثیت سے اس کی
ہم نے نفی کر دی ۔اس کی نفی کر کے ہم نے یہ بات مان لی کہ اللہ کے قاصد
رسول اللہﷺ نے جس طر ح اللہ کو سمجھا ہے جس طر ح وحدانیت کا علان فرما
یا ہے ہم اس طر ح اللہ کو نہیں دیکھتے اب اشهدان لا الہ اللہ ...اب ہم نے اللہ
کو ما ن لیا جب ہم نے اللہ کو مان لیا تو اس کی شهاد ت کہ بہا نے اللہ کو دیکھ
لیا مجھ سے حضور قلندربابا اولیا ء نے فر ما یا کہ صاحب میں نے پو چھا کہ
صاحبہ اکرام نے اب صحا بہ اکرام افضل ہیں ساری امتیں افضل ہیں کیا ان
جذباتو ں کے اندر افضل قرار دیتی ہیں تو انہوں نے فر ما یا صاحب رسول اللہ ﷺ
کا یہ بہت بڑا ایجاز ہے کہ جب کو ئی بندہ مسلمان ہو جا تا ہے ۔یعنی رسول
اللہﷺ کو اللہ کا حاصل مانتے ہیں اس کے مطا بق اللہ سے واحد ہستی ما نتے تھا
تو اس کی اندر کی نظر کھل جا تی ہے ۔ اور وہ بحیثیت قاصد کے رسول اللہﷺ کو
بھی دیکھتا تھا اور اللہ کو بھی دیکھتا تھا ۔پھر وہ کہتا تھا اشهدان لا الہ اللہ
واشهدان ... تو اب یہ جو شہادت ہے شہا دت ہے اس لئے متبر ک ہے اس لئے کہ
جب ہم نے تمام بتوں کو توڑ دیا ختم کر دیا ایک سو ساٹھ بت کی نفی کر دی اور
ہم نے کہا اس کی نفی کر دی ۔اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے قاصد ہیں۔ اس
لئے کہ اللہ ایک ہے ۔اللہ دس بیس نہیں ہے اللہ ایک واحد ہے ۔جیسے ہی رسول
اللہ ﷺ کے پیپر لا الہ اللہ ...محمد رسول اللہ ...اور علم کے اندرشرک نہیں کرتا ۔
وحدنیت کی زندگی واحد ہستی اللہ کو ما نتی ہے ایسی ہستی ایک یقین کا پٹرن
اور اس یقین کے پٹرن کے بنتے ہی اس کی اندر کی آنکھ کھل جا تی ہے تو جب
آنکھ کھلی تو حضور پاکﷺ کی جو اصل حیثیت ہے دیکھئے میں نے ابھی آپ سے
عرض کیا رسول اللہﷺ بحیثیت پیغمبر کے کھا تے بھی تھے پہنتے بھی تھے کا رو با ر
بھی کر تے تھے اس کے بیوی بچے بھی تھے مسجد میں بیٹھتے بھی تھے تکلیف بھی
محسوس کر تے تھے خوش بھی ہو تے تھے توایک یہ تھی کہ عوامی حیثیت تھی
لیکن انہو ں نے بحیثیت عالم کے علوم پر پیغام پہنچا یا اللہ کااور اللہ نے ان کا
پیغام سن کر لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا اب ان کے سامنے رسول اللہﷺ
کی اقدس بھی آگئی اور اب یہ بات ہے اقدس آگئی تو کہا اشهدا ن لا الہ اللہ ...
میں اس بات کی شہا دت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے ۔اللہ ہے واشهدان محمد عبد
رسول کہ میں اس بات کی بھی شہا دت دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ جسمانی
طور ہر ما دی اعتبار سے اللہ کے بندے محمد رسول اللہﷺ ہیں اللہ کے بندے محمد
رسول اللہﷺ قاصد ہیں۔اب یہ شہا دت کی تعریف ہو ئی کلمہ شہا دت کا
مطلب ہے کہ انسان کے اندر ایک ایسی نظر کھل جا تی ہے جس کو آپ رو حانی
نظر کہتے ہیں کہ اس رو حانی نظر سے وہ ایک رسول اللہﷺ کو مادی جسم مبا
رک میں بھی دیکھتا ہے اور دینی طر ف رسول اللہﷺ وہ بحیثیت قاصد کے برا ئیوں
سے بھی مشا ہدہ کر تا ہے ۔ اور جب رسول اللہﷺ کا معیاری جسم میں مشا

ہدہ کر تا ہے تو مل کر مشا ہدہ کر نا ہو تا ہے اوراس بنیاد پر وہ اللہ کا بھی
مشا ہدہ کر لیتا ہے ۔ اور وہ کہتا ہے اشهدان لاالہ اللہ ...یہ جو رو حانیت ہے
اس میں جو سارا کھیل ہے وہ نظر کا ہی ہے ہر رو حانی آدمی یہی بات بتا تا
ہے کہ بھئی انسانوں تمہا رے اندر دو نظر کا م کر رہی ہیں ایک نظر وہ ہے جو
تمہیں صرف مادیت کہلا تی ہے جو ما دی نظر ہے وہ محدود ہے۔ ایسی ما دی
نظر محدو د ہے کہ تمہیں ہرہر قدم پر پا بند رکھتی ہے تمہا رے اندر ایک اور
نظر ہے وہ رو حانی نظر ہے وہ رو حانی نظر جو ہے وہ لا محدودہے۔ اس سے
اوپر کسی قسم کی کو ئی پا بندی نہیں عائد نہیں ہو تی ۔ جب رو حانی نظر
جب تک آدمی کی نفی کر تی ہے توآدمی کا یہاں آنا دنیا میں اللہ تعالیٰ نے دنیا
میں انسان کو بھیجا ہے جب کو ئی انسان اپنی رو حا نی نظر کو تلا ش کر لیتا ہے
اور جب کو ئی انسان اپنی رو حانی نظر کو متحرک کر لیتا ہے تو اس کا مقصد یہ
ہو تا ہے کہ اس مقصد کے تحت اللہ نے انسان کو زمین کر بھیجا اور اس کا
مقصد پو را ہو گیاجتنے بھی پیغمبرا نے علیہم الصلوٰ ة والسلام تشریف لا ئے سب
نے ایک ہی بات کہی کہ ایک خالق ہے اور ایک ما لک ہے خالق کا رشتہ ہمہ
وقت قائم ہے چلتے پھر تے اٹھتے بیٹھتے سوتے جا گتے ہر وقت خالق کے ساتھ
مخلوق کا رشتہ قائم ہے اور جب وہ تو مخلوق کا وجود ختم ہو جا تا ہے اب
دیکھئے آدمی مر جا تا ہے اس کو قبرمیں ڈال آتے ہیں پو را جسم مٹی کے ذرات
میں تبدیل ہو جا تا ہے ۔ تو اس کا منشا ء یہ ہے کہ انسان دو نوں رخوں پر اپنی
زندگی گزارتا ہے ۔ ...رسول اللہ ﷺ کی آنکھ بیدار ہو ئی حضرت جبرا ئیل
تشریف لا ئے قرآن پاک نا زل ہو ا اقرا ء ربک الذی خلق ...خلق انسان من علق
... اور پھر قرآن کے نزول کا تذکرہ شروع ہو گیا اور پھر وہ کتاب اللہ کے پیغمبر
نے اپنی امت کومنتقل کر دی ۔ کتنی عجیب بات ہے کہ سب جا نتے ہیں کہ
رسول اللہﷺ پڑھے لکھے بھی نہیں تھے دستخط بھی کر نے نہیں آتے تھے ۔ لیکن
قرآن جیسی کتاب وہ اپنی امت کے لئے چھو ڑ گئے تو اس کتاب کا قرآن پاک کا جو
تعلق ہے وہ رو ح سے روحانی تعلق ہے ۔ اب ر وح میں نے پڑھنا ہے نہ لکھنا ہے
نہ قلم ہے نہ کا غذ ہے نہ تو یہ اللہ کا ایک حصہ ہے ۔اب رسول اللہ ﷺ کے نقش
قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اپنی روح کا اور جب روح کا عر فان حاصل
کرتا ہے اور شہادت پڑھتاہے۔ اور فی الوقع اس کے سامنے اللہ کا رسو ل اللہﷺ
بھی ہو تا ہے اور روح بیدار ہے روح کی آنکھ کھلی ہے ۔توجب وہ کلمہ شہادت
پڑھتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ رسول اللہﷺ بھی سامنے ہیں اب یہ کو ئی ایسی
بات نہیںہے اب اس میں تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فر مایا ہے ہم تم
سے دور تھوڑی ہیں وفھل فسکون ...افلا تبصرون ... میں تو تمہا رے اندر ہوں تم
مجھے دیکھتے کیوں نہیں اب ہم بھی زند ہ ہیں کس لئے زندہ ہیں جس عام جس
رو ح سے رو ح جسم سے ،جسم موجو د رہتا ہے تو اب جسم کے اندر نے کو ئی
حر کت ہے وہی رنگ رو پ ہے کچھ نہیں ہے بے کا ر چیز ہے کو ئی ایسے پھینک
دیں قبر میںڈال دیں کچھ اگر آپ کی رو ح موجود ہے آپ زندہ ہیں آپ کھا بھی

رہے ہیں آپ پی بھی رہے ہیں آپ سو بھی رہے ہیںآپ جا گ بھی رہے ہیں سب
کچھ کر رہے ہیں اب جیسے ہی رو ح نے اپنا رشتہ منقطع کر لیا جسم سے منقطع
کیا یہ ہوا کہ ہماری زندگی کا ہماری زندگی کا جو مقصد ہے ہماری زندگی کی
جو اصلیت ہے وہ جسم نہیںہے بلکہ جسم کے اندر رو ح ہے روح نکل گئی مر
گیااب رو ح ہے زندہ ہے اب رو ح نکل گئی مر گیا اب آپ اس کو غور سے پڑھیں
وفی الفسکون افلا تبصرون ... اہ میرے بندوں میں تمہا رے اندر ہوں تم مجھے
دیکھتے کیوں نہیںہ نحن اقرب علیہ... میں تو تمہا ری اندر ہوں تم میری تلاش
تو کرو ہ اب ایک بھا ئی نے سوال کیا کتنی خواتین ایسی ہوں گی کتنے مر د ایسے
ہو نگے جن کو شہا دت کا درجہ حاصل ہو گا گو اہی کا تو بھئی یہاں تو جتنی
بھی اللہ کی مخلوق ہے وہ مسلمان ہے ہو مسلمان نہ ہو کو ئی بھی ہو اس کے
اندر بھی رو ح ہے اگر وہ اپنی رو ح سے واقف ہو جا ئے اور اپنی رو ح کو
متحرک کر لے اور روح کی ؤنکھ کھول دے یا آدمی رو ح کی آنکھ کا آ پر یشن کر
الے تو وہ خواتین ہو مر د ہو ں بچے ہوں بو ڑھے ہو ں جوان ہوں اللہ کو
دیکھتے ہوںاور میرا خیال ہے مسلم کا تو یہ تھا کہ غیر مسلم میں بھی ہو تی ہے
پھر وہ مر جا تا ہے رو ح غیب میں چلی جا تی ہے اور جو بندہ اپنی روح سے
متعارف ہو جا ئے گا ہ چا ہے وہ غیر مسلم کبھی نہیں رہے گا ہ وہ جیسے ہی
اپنی رو ح سے متعارف ہو گیا رو ح کی آنکھ کھلے گی وہ رسول اللہﷺ کو دیکھے
گا آنکھوں سے کہ یہ اللہ کے قاصد ہیں پھر وہ یہ بھی دیکھے گا کہ اللہ کے ساتھ
اللہ کا قاصد کا رشتہ ہے وہ آدمی کیسے دیکھئے نہ آپ چو دہ سال پہلے پندرہ
سال پہلے کہ جس آدمی نے ایک دفعہ کلمہ شہا دت پڑھ لی اب اس کو گر م رو
ٹو ں پر گھسٹاجا رہا ہے کھال اس کی ادھر رہی ہے خون نکل رہا ہے چر بی
نکل رہی ہے ہ کو ڑے پڑ رہے ہیں اس کو جناب با ندھ دیا گیا راسیوں میں لٹکا
دیا گیا اور صرف ایک بات اس سے کہی جا رہی ہے کہ اسلام چھوڑ دو اسلام پر
ایمان لا ئے ہو اس سے ہٹ جا ئو ہ کو ئی آدمی نہیں ہٹتا کیوں نہیں ہٹتا بھئی
اس لئے نہیں ہٹتا اس نے یہ دیکھ لیا ہے اس کی یہ عین شہا دت میں یہ بات
آگئی ہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیاامت رسول اللہﷺ کے زمانے سے دور ہو
تی چلی گئیہ اللہ لیکر اللہ کا رسول لیکر اللہ کی کتاب لیکر اللہ کی کتاب میں
سارے کا ئناتی فا رمولے ہیں اور اللہ کی کتاب ایسی ہے تو انہوں نے یہ ماننا
یعنی رو حانیت کے اوپر ما دیت غا لب آگئی جیسے جیسے ما دیت غالب آتی چلی
گئی رو حانیت پر انسا ن کا جمع خرچ ہو گیا سارا حساب کتاب وہ اللہ سے دور
ہو تے چلے گئے اور شہا دت کے درجے سے بہت ہی دو ر ہو تے چلے گئے ہ کیا آپ
لوگوں نے نہیں فر مایا حضرت علی کرم واجہہ کہ کسی نے تیر ما ر دیا کمر پر
جب وہ تیر نکالنے لگے تو بڑی تکلیف ہو ئی نماز کا وقت ہو گیا نماز پڑھیں تیر
نکال بھی دیا پٹی بھی کر دی لیکن بات کیا ہے جب وہ نماز میں کھڑے ہو ئے اور
اس نماز میں ا ن کا اللہ سے تعلق قائم ہوا اتنا گہرا تعلق ہو گیا کہ مادیت سے
ان کا شعور ہٹ گیا اور جب ما دیت سے شعور ہٹ گیا تو تکلیف بھی ہٹ گئی

تکلیف تو ساری شعو ہی ہو تی ہے تو آج بھی ایسی کو ئی بات نہیں ہے بہت
دور چلے گئے ہم یہ کام نہیں کر سکتے کیوں نہیں کر سکتے وہ ہمارے اندر
موجود ہے ہماری جسمانی حر کت جو ہے ہر حر کت چھوٹی سی چھوٹی حر
کت بڑی سے بڑی حر کت سب رو ح کے تا بع ہے میں کہ ہماری جسمانی ہر حر
کت رو ح کے تا بع ہے اور جیسے ہی روح ہمارے اس جسم سے رشتہ توڑ لیتی
ہے تو ہمارے اندر سے حر کت ہی ختم ہو جا تی ہے اس کو قبر میں جا کر ڈال
آتے ہیں تو اس یقین میں جب ہم اپنے اندر جھا نکیں گے اپنی روح کو تلاش کر یں
گے تو بہت آسان نقطہ فراہم ہو جا ئے گا ۔ اور رو ح کا ثواب ہمیں مل جا ئے گا
تو ظاہر ہے روح کی نظر محدودیتۃ نہیں ہو تی ۔ رو ح کی نظر تو لا محدود ہو
تی ہے روح کی نظر غیب میں نہیںہو تی ما دی نظر جو ہے غیب کو پر دہ کر تی
ہے غیب کو ہر وہ شخص جو زندہ ہے ظا ہر ہے وہ زندہ ہیروح ہے توزندہ بار
با ر میں اس کو اس لئے کہہ رہا ہوں تا کہ ذہن میں بات بیٹھ جا ئے اب روح ہے
تو ہم یہاں بیٹھے ہو ئے ہیں اب روح ہمارے اندر سے نکل جا ئے تو میں بات ہی
نہیں کر سکتا ۔ بیٹھا ہوا ہوں لیٹا ہوا ہوں کچھ بھی ہوں بات نہیں کر سکتا یہ
روح ہے جو مجھے بلوا رہی ہے اور یہ روح ہے جو آپ کو میری بات سنوارہی ہے
یہ رو ح ہے جو میں ایک مو ضو ع پر بات کر رہا ہوں اور وہ ہے میری بات کا
مفہوم آپ کو منتقل ہو جا ئے گا ۔ لیکن اگر میرے اندر سے روح نکل جا ئے اور
اور آپ کے اندر سے بھی روح نکل جا ئے نہ میں کو ئی بات کر وں گا نہ آپ کے کا
نوں تک پہنچے گی نہ میرا کو ئی علم ہو گا نہ میرا آپ کو ئی اس تو اصل کیا
ہوئی روح ہو ئی نہ اب دیکھئے ہماری اصل بالکل بے کار چیز ہے رو ح جب ہے ما
د ی جسم متحرک ہے رو ح نہیں ہے کچھ بھی نہیں ہے کو ئی نہ کو ئی اس میں
رنگ رہتا ہے نہ رو پ رہتا ہے نہ کو ئی حر کت رہتی ہے اور الٹا جسم اکڑ جا تا
ہے جتنے دیر آپ اس کو رکھیں گے خراب ہو تا چلا جا ئے گا سڑ تا چلے جا ئے گا ۔
بد بو آجا ئے گی پیٹ پھٹ جا ئے گا ۔ ایک آدمی سو سال کا ہو جا ئے رو ح اس کے
اندر موجود ہے وہ کھا بھی رہا ہے پی بھی رہا ہے لیکن اگر کو ئی آدمی مر جا
ئے وہوہ چھ گھنٹے کے بعد خراب ہو نے شروع ہو جا تا ہے با رہ گھنٹے کیا یہ بات
سوچنے سمجھنے کی نہیں ہے کہ اگر رو ح ہمارے اندر سے نکل گئی تو ہمارا
جسم سڑ تا کیوں ہے اور ہم الا بلا سو سال تک ساری بدبو دار چیزیں کھا تے ہیں
گو شت سب سے بڑا تعفن اب دیکھئے سڑا ہوا گو شت نہیں آپ نے دیکھا کیسی
بدبو آتی ہے لیکن اس کے با وجود ہماری سمجھ میں نہیں آتی اس لئے سمجھ
میں آتی ہے کہ روح نے اس جسم کو سنبھا لا ہوا ہے اور جب روح اس جسم کو
سنبھا ل لیتی ہے تو اصل کیا چیز ہو ئی رو ح ہو ئی یا مادی جسم ہو ا مسئلہ یہ
ہے کہ ہم ما دی جسم کو سب کچھ سمجھ رہے ہیں جب کہ ما دی جسم کی
یہ ہر گز ہر گز کو ئی حیثیت ہی نہیں ہے ما دی جسم کی حیثیت ہی اس وقت
قائم ہو تی ہے جب ما دی جسم کے اندر رو ح موجود ہواب اس کا مطلب یہ ہوا
کہ ہماری جو اصل ہے وہ ما دی جسم نہیں ہے ہماری اصل رو ح ہے ۔ ایک

آدمی کا ناغیب غیب یا ما دی جسم گو شت پو ست کے ڈھا نچے کا نام صحت نہیں
ہے اس لئے جب رو ح اس غیب کے پنجرے سے نکل جا تی ہے ما دی جسم سے
نکل جا تی ہے تو وہ غیب نہیں رہتی اس کا وجود ہی خراب ہے اب یہی اگر
روح جسم کے اندر دو سو سال تک متحرک رہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیب
ہو بقر ہو امر ہو محمود ہو رشید ہو کو ئی بھی ہو اس کی حیثیت ہی اس
منقید پر بر قرار ہے جبتک اس کلے جسم کے اندر روح ہے روح نہیں تو حیثیت ختم
ہو جا تی ہے ا ب کتنی بار ہے کہ ہم اصل کی طر ف کبھی تو جہ ہی نہیں دیتے
رات دن دیکھتے ہیں کو ئی دادا مر گیا ،کو ئی خالو مر گیا، کو ئی اماں مر
گئی ،کو ئی بیوی مر گئی ، کو ئی شو ہر مر گیا تو مشا ہدہ ہے کو ئی خاندان
ایسا نہیں جس میں رو ز مر تے کو ئی کو ئی رشتے دار مر گیا کو ئی دو ست مر
گیااب مر نے کا مطلب یہ ہے کہ اس گو شت پو ست کے کے اندر جو رو ح کا م
کر رہی ہے ۔ اس نے اس گو شت پو ست کے پتلے کوچھو ڑ دیا ۔ چھوڑ کر چلی
گئی ۔ اس کے با وجود کبھی ہمارا ذہن اس طر ف نہیں جا تا جب ہماری زندگی
کا دارو مدار روح کے اوپر ہے روح تووہ ہے کیا اس کو تلاش کیوں نہیں کر تے ۔
اب تلاش کر نے کے لئے کو ئیبا ہر نہیں جا نا پڑتااب ایسا تو نہیں ہے اب بھئی آپ
یہاں بیٹھے ہو ئے ہو آپ کی روح وہاں بیٹھی ہو ئی ہو تو ایسا نہیں اب آپ
یہاں سو رہے ہیں اور رو ح لا ہور میں ہو، لا ہور میں بندے سو رہا ہے رو ح
کراچی میں ہو اب روح کو تلاش کر نے تو بھئی کرا چی جا نا پڑے گا ۔کرا چی کا
سفر اتنا لمبا کیسے کر یں اس کو کہاں دھو نڈیں کہیں کو نے میں وہ بیٹھی ہو
ئی ہوگی ایسا بھی نہیں تو روح آپ جہاں ہیں آپ بیٹھے ہیں وہاں بھی روح ہے
آپ کھڑے ہیں وہاں بھی روح ہے آپ سو رہے ہیں تب بھی روح ہے آپ کسی سے
باتیں کر رہے ہیں وہ بھی روح ہے تو اتنی یقینی اور قریبی شئے کو اگر ہم تلاش
نہ کر یں تو اس سے بڑی بد نصیبی کیا ہو گی ۔ اب دیکھئے بھئی نے جی ہمیتو
وہ

PHD

کر نا ہے صاحب اب

PHD

کر نے تو لندن جا نا پڑے گا اب ظا ہر ہے لندن اتنا بڑا ہے وہاں کے اخراجات بھی
ہیں یہ بھی ہے داخلے فا رم یہ وہ ہزار بات روح کہیں نہیں ہے آپ کے اندر
موجود ہے صبح دوپہر شام رات گر می سر دی کھا تے پیتے سو تے جا گتے
ہنستے بو لتے ہر وقت ہر آن ہر لمحے رو ح آپ کے ساتھ ہو تی ہے کام صرف
اتنا سا ہے جو آپ نے روح کو نظر انداز کر دیا اس کی طر ف کبھی آپ نے تو جہ
نہیں دی ۔اس کی طر ح تھوڑی سی توجہ دیجئے ۔ جیسے ہی آپ نے اصل کو
اپنے آپ کو پہچا نے کی کو شش کی جدو جہد کی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو
لوگ ہمارے لئے جدوجہد اور کو شش کر تے ہیں ۔ہم نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے

کہ ہم اس کے اوپر ہدا یت ضرور کر یں اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا کہ روح آپ کے
ساتھ چپکی ہو ئی ہے اب مثلاً یہاں صاحب بیٹھے ہیں آپ چھوٹکی نوچ دیں سب
کو تکلیف ہو گی کیوں تکلیف ہو گئی بھئی چیونٹی جو بھر ی تکلیف کیوں ہو
رہی ہے ؟ آپ مر گئے

Dead Body

پڑھی ہو ئی ہے ۔آپ کی پو ری ٹانگ کا ٹ دی آپ کو تکلیف ہو گی تو یہ روح
ہو تی ہے اگر کو ئی چیونٹی کا ٹے تو کتنی قریب روح اور اسے آپ نہیں ڈھونڈتے
اس سے آپ اپنا تعلق قائم نہیں کر تے ہیں تو ایسی بات ہے جیب میں پیسے پڑے
ہو ئے ہیں اور آپ بھوکے پھر رہے ہیں ما رے ما رے صرف اتنی سی بات آپ کو کر
نی ہے کہ آپ یوں کر کے دس رو پے نکال کر روٹی کھا سکتے ہیں ۔آپ جیب کی
طر ف دیکھتے ہیں دس رو پے نکالتے ہیں اور بھوکے پھر رہے ہیں او ر رو رہے
ہیں ہم بھوکے ہیں ہم مر گئے بر باد ہو گئے تبا ہ ہو گئے بھئی کہاں سے تبا ہ
ہو گئے دس رو پے تیری جیب میں پڑے ہیں تو نکال کر رو ٹی کھا لے دس رو پے یہ
تو بہت مشکل کام ہے یوں کر کے دس رو پے نکال کے دئیے رو نا آسان ہے سارے
دن پھر پھر کے تو روح کا تلاش کر نا کو ئی مشکل کام اس لئے نہیں ہے کہ روح
ہر لمحے آپ کے ساتھ ہے اورآپ کی زندگی ہے ۔ آپ کی حر کت آپ کا دیکھنا ہے
آپ کا سنا ہے آپ کا سو چنا ہے مطلب ایک آدمی مر گیا کیا وہ دیکھ سکتا ہے
ایک آدمی مر گیا کیا وہ سن سکتا ہے ایک آدمی مر گیا کیسے بھوک لگتی ہے ایک
آدمی مر گیا مرا ہوا ایک لاش پڑی ہو ئی ہے اس کا بچہ آیا اس طر ف کیا وہ
اس کا بچہ ملے گا ؟ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ روح کا تلاش کر نا جتنا آسان ہے
اتنا کسی چیز کو تلاش کر نا کسی چیز کو حاصل کر نا آسان ہی نہیںبس بات یہ
ہے کہ آپ اپنی طر ف متوجہ ہوں ۔آپ اپنے اندر متوجہ ہوں آپ اپنے اندر جھا
نکیں جیسے ہی آپ اپنے اندر جھا نکیں گے اپنے اندر کو تلاش کر یں گے روح آپ کو
مل جا ئے گی اچھا جب روح آپ کو مل جا ئے گی قانون یہ ہے کہ روح آپ دو
نظر کام کر رہی ہے ایک نظر روح جسم کے تا بع ہو کر دیکھتی ہے یعنی ایک
نظر یہ ہے کہ روح چشمے لگا کر دیکھتی ہے اور ایک نظر یہ ہے کہ روح چشمے
کے بغیر دیکھتی ہے تو جب آپ چشمے لگا کے دیکھیں گے بھئی چشمے کے جتنے
نمبر ہے بڑے چشمے کا پا نچ نمبر ہے تو پا نچ نمبر نظر آئے گا زیا دہ ہے تو زیادہ
نظر آئے گا اور زیادہ آپ دوربین لگا لیں تو اور دور نظر آئے گا ۔ مثلاً ما ئکرو
اسکوپ لگا کر آپ آسمانوں کو دیکھ لیں تو وہ اور بڑے بڑے ستا رے نظر آئیں گے
جیسے جیسے نمبر بڑھتے چلے جا ئیں گے شیشے سائیکل ہو تا چلا جا ئے گا۔اسی
منا سبت سے نظر کا رینگ بڑھتا چلا جا ئے گا ۔ لیکن بر حال محدودیت تو ہے گی
جب دوربین ہٹا لے وہ پھر وہی کھڑا ہو جا تا ہے لیکن مختصراً دو سری جو روح
ہے وہ برا ہ راست ہے اس کو چشمے کی ضرورت نہیں ہے اس کو گلاس کی
ضرورت نہیں ہے اس کو مادی آ نکھ کی ضرورت نہیں ہے جب وہ براہ راست

دیکھتی ہے تو وہاں ما دیت نہیں ہو تی اور جہاں ما دیت نہیں ہو تی وہاں نور
ہی نہیں ہو تا ہے ۔ تو جب کو ئی بندہ اپنی روح سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے
تو وہ رسول اللہﷺ کو اس طر ح دیکھتا ہے جس طر ح میں اور آپ ایک دو سرے
کو دیکھتے ہیں اور جب وہ رسول اللہﷺ کو دیکھ لیتا ہے تو جب وہ کہہ رہا ہے
تو کیا وہ غلط کہہ رہا ہے اشھدان لاالہ ... کو ئی مشکل کام نہیں اس کا ہم نے
رو ح کہاں ہے کیسے دیکھ سکتے ہیں اگر بھا ئی آپ اپنی زندگی کا تجر یہ کر یں
تو روح نہیں ہو گی تو آپ تو کچھ بھی نہیں کر سکتے آپ تو الف ب ت بھی نہیں
پڑھ سکتے تو یہ شہا دت مسلمان کو تو مثلاً ساری نو ع انسانی کو اللہ تعالیٰ نے
اس لئے اللہ تعالیٰ یہ کا فروں مشرکوں سے یہ صلا حیت چھین لیتے تو وہ
مسلمان ہی نہ ہو تے ان میں صلاحیت ہی نہ ہو تی کل کو کہتے کہ اللہ میاں
آپ حضور پاکﷺ کو بھیجا تھا تم ایمان کیوں نہیں لا ئے کیوں مشرک ہی مر گئے
کیوں کا فر ہی مر گئے تو وہ کہتاصاحب ہما ر ے اندر تو صلا حیت ہی نہیں
رہی ہم کیسے ایمان لا تے تو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پو ری نو ع انسانی کو یہ رو
حانی صلا حیت عطا کی ہے چا ہے وہ کا فر ہو مشرک ہو زن قیذ ہو کو ئی یو
تاکہ اگر وہ اپنی روح سے کام لینا چا ہے اپنی رو ح سے متعارف ہو نا چا ہے تو م
متعارف ہو جا ئے کل تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کو یہ نہ کہہ سکے کہ میرے
اندر صلا حیت نہیں ہے اچھا ہماری صورت یہ ہے اللہ کا بڑا نعام ہے اللہ کا بڑا
کرم ہے ٹھیک ہے بہت گناہ گار ہیں بہت سیا ہ کار ہیں لیکن بر حال اتنی
سعادت تو ہمیں حاصل ہے کہ ہم اللہ کے رسول محمدرسول اللہﷺ سے محبت
کر نا ہے آج اگر ہمیں یقین ہو جا ئے کہ ہم جان دیں دیں گے ۔ اس سے رسول
اللہﷺخوش ہونگے تو کو ئی مسلمان ایسا نہیں ہو گا جو جان دے گا ۔ وہ سارے
انسان اگر اسے یقین ہو جا ئے کہ میری جان جو ہے یہ رسول اللہﷺ پر قربان ہو
رہی ہے بڑے خوشی خوشی جان دے دیں گے ۔ یعنی اتنی صلاحیت ہمارے اندر
موجود ہے کہ رسول اللہﷺ کے اوپر اپنی جان بھی لٹا سکتے ہیں پھر روح کو
تلاش کر نے والے کیسے اب یہ ہے کہ روح کو تلاش کیسے کر یں گے رسول اللہﷺ
پر کیسے چلیں رسول اللہﷺ مکے چھوڑ کر غار حرا میں تشریف لے گئے ۔ وہاں جا
کر مرا قبہ کیا سب جا نتے ہیں رسول اللہﷺ غار حرا میں مراقبہ کیا کر تے تھے
کو ئی یہ کہے کہ صاحب غا ر حرا میں جا کر وہ نماز پرھتے تھے نماز تو فر ض
ہی نہیں ہو ئی تھی وہاں تو پہلے قرآن نازل ہوا پھر نماز فر ض ہو ئی نماز تو
بہت دیر بعد فر ض ہو ئی قرآن میں نازل کے تو رسول اللہﷺ غار حرا میں کیا کر
تے تھے ۔ رسول اللہﷺ غار حرا میں اپنے روح کو با ہر لا نا چا ہتے تھے اور اس میں
کامیاب تو ہو نا ہی تھا کیوں کہ پیغمبر تھے وہ منتخب ہو تے جب روح کا عرفان
نصیب ہوا انسان تو ان کا مقدر تھا ہی عدل سے ہی لیکن بر حال ایک ما دی
تقاضہ کو پو را کیا انہوں نے ما دی تقاضوں کے جب روح کا عرفان ہوا جیسے ہی
روح کا عرفان ہوا حضر جبرا ئیل آکر کھڑے ہو گئے اقرا بسم ربک الذی خلق ...
خلق انسان من علق ...حضور فرما رہے ہیں میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو انہوں

نے کہا آپ کا رب چاہتا ہے آپ کا رب یہی چاہتا ہے ؤپ پڑھیں زیادہ آپ پڑھیں
اور جب پڑھا تو پڑھتے چلے گے تو اب رسول اللہﷺ کی امتی ہو نے کی حیثیت سے
ہمارے لئے روح کا تلاش کر نا آسان ہے اس لئے کہ رسول اللہﷺ نے بھی غار حرا
میں مراقبہ کیا ہم بھی مراقبہ کریں گے مراقبہ سے مراد یہ ہے جیسے کہتے ہیں
نے گیان دھیان یعنی فکر کر یں غور کر یں اب یہ ساری بات جو میں نے آپ کو
کہی ہے کلمہ شہادت سے متعلق کلمہ طیبہ سے متعلق روح کے عرفان سے
متعلق اگر آپ اس کو غو رو فکر کا نام دیتے ہیں تو سب کا سب مرا قبہ ہے اب
جتنی دیر ہم یہ گفتگو کر تے رہیں یہ دراصل ہم مراقبہ ہی کر رہے ہیں مرا
قبہ کا مطلب ہی تفکر کر نا ہے مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اندر ڈوب کر
زندگی کا سوراخ بننا مراقبہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایک وقت مقرر کر یں مادی
جسم کے جو تقاضے ہیاس سے عارضی طور پر اپنے آپ کو الگ کر نا دس منٹ
بیس منٹ جتنا اللہ تعالیٰ وقت دے اور فکر کر یں غور کر یںاب اگر میرے اندر سے
روح نکل جا ئے تو میں کیا ہوں میرے اندر روح ہے پھر میں کیاہوں۔ میں سنتا
کس طر ح ہوں میں بو لتا کس طر ح ہوں ۔کیا میرے اندر سے روح نکل جا ئے
میرا ہاٹ اٹیک ہو جا ئے میں کیا میرے اندر سے روح نکل جا ئے میں بو لو گا آپ
جب اس بات پر بار بار غور کر یں گے تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ آپ لا زماً
اس نتیجے پر پہنچ جا ئیں گے ۔کہ مادی وجود بیکار ہے اصلی وجود آپ کی
روحانیت ہے اور جب آپ روح تک پہنچ جا ئیں گے عارضی ہے ایک اعلیٰ کار ہے
روح کا پھر اصل کیا پہ بھئی ...جب مادی وجود بہ کاوہ حیثیت اصل محمور کہے
رہا ہوں اس جسم کو بندہ اپنی زندگی کاتجزیہ کرتا ہے ۔میں بولتا کیسے ہوں
میں سوچتاکیسے ہومیں سوتا کیسے ہوں میرا دل دھڑک رہا ہے میں نے نے اس
میں کوئی تار برقی لگائی ہے ۔میں نے اس کو دھکا دے رہا ہوں دھک دھک وہ
کر رہا ہے اور میرا اس میں قعتا کو ئی داخل نہیں ہے بھا گ رہا ہوں جب دھک
دھک کر رہا ہے سو رہا ہوں جب دھک دھک کر رہا ہے کھڑا ہوں تک بو ل رہا
ہوں تک آخر یہ کو ن سی چیز ہے دل کے تندول کو مستقل چلا رہی ہے اور وہ
کو ن سی چیز ہے جب وہ اس دل کو ہلا نا بند کر دے گی جب بڑے سے بڑی
سائنسی تر قی دل کو چلا نہیں سکتی آدمی زندہ نہیں ہو سکتا جب آپ غور
کریں گے تو ظاہر ہے آپ کے سامنے یہ بات آئے گی کہ مادی وجود جو ہے اس کی
حیثیت تو ہے لیکن اس کی حیثیت فکشن ہے اس کی حیثیت عارضی ہے اس کی
ایک عمر ہو تی ہے ساٹھ سال ستر سال رو ح کی کو ئی عمر نہیں ہو تی وہی
روح اگر اس گو شت پو ست کے جسم سے سو سال کی عمر میں رشتے منقطع
کر لے تو دو سال کا بچہ مر جا ئے گا اور یہی رو ح اگر دو سو سال تک تو اس
جسم میں جو دل ہے وہ دھڑکتا رہے گا خون جو ہے دوڑتا رہے گا ۔ آپ خون کو
دوڑانے کے لئے کو ئی کام کر تے ہیں ا ب دل میں خون دوڑ رہا ہے تو آپ کیا کر
یںگے وہ روح ہے آپ کے جسم میں خون دوڑا رہی ہے۔ وہ روح ہے آپ کے دل کو
ہلا رہی ہے وہ روح ہی ہے جو آپ کو گر می سر دی کا احساس دلا رہی ہے

وہ روح ہے جو آپ کے اندر نئے نئے تقاضے پیدا کر رہی ہے وہ روح ہے جو آپ کو کبھی خوش کردیتی ہے کبھی غمگین کر دیتی ہے ، مختلف کیفیا ت میں آپ کو چلا رہی ہے اب ہم اس کو یوں کہیں گے حضور قلندربابااولیا ء کی زبان میں کہ انسان ایک کھلونا ہے ما دی گو شت پو ست کا جسم ہے ایک کھلونا ہے جب تک روح اس کے اندر چا بی بھر تی رہتی ہے تو وہ کھلو نا اچھلتے رہتا ہے اورجب روح اس کے اندر چا بی دینا بند کر دیتی ہے وہ کھلونا بکھر جا تا ہے ٹوٹ جا تا ہے۔آپ غور تو کر یں با ہر غو ر کر نے کی کیا ضرورت ہے اندر ہی کر یں اپنی پیدا ئش پر غور کر یں اپنے لڑکپن پر غور کر یں، اپنی جوانی پر غور کر یں، اپنے بو رھا پے پر غور کر یں، دنیا میں کو ن ایسا بندہ ہے جو بوڑھا ہو نا چا ہتا ہے ،دنیا میں کو ن ایسا بندہ ہے جومر نا نہیں چا ہتا لیکن آدمی مرجا تا ہے ،آپ اپنی زندگی پر غو ر کر یں تفکر کر یں یہی تفکر غور اللہ تعالیٰ ہم سب کو تو فیق دے کہ ہم رسول اللہﷺ کے امتی ہو نے کا کچھ تو حق ادا کر یں خالی بس مسلمان ہو گئے بھئی ٹھیک ہے مسلمان ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سعادت دی عطا فرما ئی ہے کہ رسول اللہﷺ کے مشن سے کچھ تو کام کر و چو بیس گھنٹوں میں بیس منٹ تو دو چو بیس گھنٹے ہا ئے پیسہ، ہا ئے پیسہ ،ہا ئے پیسہ ، ہا ئے پیسہ ،ہا ئے دولت ،ہا ئے پیسہ اور جب وہ ملک الموت آجا تا ہے سب یہی چھوڑ کر چلا جا تا ہے ...اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 69

Track 2

Time 15:00

۲۔روحانیت میں کمال حاصل کرنے کے لئے نمک اور مٹھا س ہمارے شعور پر کس طر ح اثر انداز ہو تے ہیں ؟

نمک کی مقدار بڑھنے سے لا شعور کی رسائی تک اس کو لا شعوری طاط قت سامنے آجا تی ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ نمک کی زیادتی سے آدمی تو جہاں بھی نمک کم کر وا یا گیا ہے وہاں یہ صورت ہے کہ شعور کی جو طا قت ہے اس کو اصل میں بڑھاوا دیکھا ہے اس کے نمک کی مقدار بڑھ جا تی ہے اب دشمن کی اب یہ قانون ہے شعور کی جو طا قت ہے وہ کمزور ہو جا ئے گی اور جب شعور کی طا قت کمزور ہو جا ئے گی تو دماغ بہت ساری چیزوں سے نظر بھی آسکتی ہے جب اس کو کو ئی چیز نظر آئے گی تو وہ ڈرے گا خوف ذداہ ہو جا ئے گا ا ب اس کی صورت یہی ہو گی کہ نمک کی جو زیادتی ہو گئی ہے اس کو

کنٹرول کر نے کے لئے نمک کم کر دیا جا ئے اور اور مٹھا س جو ہے وہ بڑھا دی جا
ئے اب ایک آدمی مرا قبہ کر کے غرو فکر کر کے جب رو حانیت میں سفر کر تا ہے
تو اس کو کو ئی چیز نظر آجا تی ہے تو اس کی خوشی کی کو ئی انتہا ء نہیں
اس کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے مجھے کا میابی
نصیب ہو ئی اس نے رو ح کو دیکھ لیا رروح نے اس کو دیکھ لیا یا میں ماورائی
دنیا میں یا کسی بھی دنیا میں داخل ہو گیاوہاں کی آبا دی پر نظر پڑ گئی ہے
لیکن اگر ایک آدمی ایک عام آدمی اگر بیٹھا ہو اہے تو اس کے سامنے ہلکا سا
سایہ بھی گزر جا ئے گا تو خوف ذدہ ہو جا ئے گا ہاور ڈر جا ئے گا یہ ڈر جا ئے کہ
وہ اس کو دیکھنے کی جان ہی نہیں ہے ۔ اب یہ جتنے آپ کے پاس مر یض آتے
ہیں آسیب کے مر یض ڈر اور خوف کے مر یض ان میں بہت سارے مر یض ایسے
ہو تے ہیں جب ان سے پو چھا جا تا ہے کہ بھئی کیا ہو تا ہے انہوں نے کہا مجھے
ایک سایہ سا نظر آیا ہے اور اس سایہ سے میرے اوپر خوف طاری ہو جا تا ہے اتنا
خوف طا ری ہو جا تا ہے یعنی کسی آدمی جو جب ہو تا ہے تو وہ مر یض ہے بڑا
اب ایک مر یض ہے آپ کو کیا ہو ابھئی بھئی میرے تو کا نوں میں مختلف قسم
کی آوازیں آتی ہیں یعنی اس کے شعور کے اندر جو سمات ہیوہ اس کی جو ہے
وہ اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ وہ لا شعور سے قریب قریب ہو گئی ہے لا شعور تو
نہیں اب وہ فضا ء میں آوازیں پھیلی ہو ئی ہیں وہ آوازیں جو ہیں جب اس کے
کان میں آئیں تووہ پر یشا ن ہو گیا کہ اس پر بھوت سوار ہو گیا اچھا ایسا بھی
ہو تا ہے آدمی کی ایک طر ز فکر ہے اب آدمی کی طر زفکر میں اگر اب تخریب
ہے ا لیاں ہیں یا شقوق شبہا ت ہیں یا دو سرے ایسے نفرت ہیں یا وہ اپنے اپ
کو بڑا سمجھ رہا ہے اب جب اس کی قوت سمات میں اضا فہ ہو گا تو ظا ہر
ہے سمات تخریب میں کام کر ے گی اس کے دماغ میںگا لیاں آئیں گی تو ایسے بھی
مر یض آتے ہیں صاحب ہمارے دماغ میں گا لیاں ہی دیتے رہتے ایک آدمی جب اس
کو ہر وقت اس کے کانوں میں گا لیوں کی آواز آتیب رہے گی حالا نکہ اس کی
اپنی طر فکر ہے تخریب کی کیوں کہ کوئی جب کو ئی اس قانون سے واقف ہی
نہیں ہے جب گا لیاں جب اس کے کان میں گونجیں گی ہوا تیری ماں کا تیری
بہن کا تیری فلاں دھماک یہ وہ پر یشان ہو گا بے کار ہو جا ئے گا ہتو یہ سب
اس کی وجہ ہے نمک کی زیادتی بات وہی ہے ایک آدمی کے دماغ میں اگر آوازیں
آئیںغیب مر عی آوازیں تو وہ اپنے آپ کو بیما ر دسمجھتا ہے اور دو سرے لوگ بھی
اسے بیمار سمجھتے ہیں لیکن وہی آدمی جب طلوب میں چل کر یا رو حانیت میں
چل کر بحیثیت مسافر کے ایسے مقام پر پہنچتا ہے جہاں اس کے کانوں میں
معاورا ئی آوازیں آتی ہیں فر شتوں کی آوازیں آتی ہیں تو وہ بھی خوش ہو تا
ہے اور اس کے جو متعلقین ہیں بھی اس کو مبارکباد کہتے ہیں کہ بھئی اللہ
سبحان اللہ کیا کامیا بی ہو ئی ہے اور تمہا رے اند ر کے جو کان ہیں وہ کھل
گئے ہیں اسی صورت سے اگر ایک آدمی کے سامنے کو ئی سایہ آجا تا ہے یا کو ئی
رو شنی آجا تی ہے وہ ڈر جا تا ہے کہ بھئی یہ خلاف معمور ہے میں تو تیس

سال ہو گئے یا چا لیس سال ہو گئے یا تیس سال کی عمر ہو گئی مجھے بیس
سال کی عمر ہو گئی کبھی کسی کو یہ کہتے ہو ئے نہیں سنا کہ آنکھوں کے
سامنے رو شنیاں آتی ہیں تو یہ جو نمک آپ نے کہا کہ صاحب نمک کیوںآپ نے کم
کر وایا مٹھا س کیوںزیادہ کروادیا جب کہ مٹھاس سے آدمی لا شعور سے دور ہو
جا تا ہے وہ ہم ان صورتوں میں مٹھاس زیادہ کھا نے کے لئے کہتے ہیں کہ کہ جن
صورتوں میں آدمی کے اوپر امراض لا حق ہو جا تے ہیں ۔دماغی امرا ض ہو تے
نہیں ہیں وہی بات کسی رو حانی آدمی کے سامنے آتی ہے اس کو رو حانی تر
قی کہتے ہیں وہی بات ایک عام آدمی کے سامنے آتی ہے اس کوبیمار ی کہا جا تا
ہے تو مٹھا س کا جو زیادہ ہو نا دراصل بندے کو شعوری حواس میں دو با رہ لا نا
بعض اوقات ایسا ہو تا ہے کہ ساری یعنی روحانیت میں سفر کر نے والا بندہ جو
ہے تیزی کے ساتھ شعور سے نکل کر لا شعوری دائرے میں چلاجا تا ہے اوراس کے
نتیجے میں یہ ہو تا ہے کہ اس کے دماغ پر بو جھ پڑھنے لگتا ہے مثلاً اس کے غلو
ب بھی طاری رہتی ہے مثلاً اس کے عمور سے دلچسبی بھی ختم ہو جا تی ہے ۔
اس کے ذہن میں یہی بات آتی رہتی ہے کہ کیا بیوی کیا بچے کیا گھر کیا کا رو بار
سب چھوڑ جا ئیں گے سب مر جا ئیں گے سب یہی رہ جا ئیے گا کو ئی کسی کے
کام نہیں آتا ۔ اس سے یہ ہو تا ہے کہ جو اس کی دنیا وی چیزیں ہیں وہ کم ہو
جا تی ہیں اور اتنی کم ہو جا تی ہیں کہ جو اس کی ذمہ داریاں ہیں وہ پو ری
نہیں ہو تی اس کے والدین اس کی اولاد اس کی بیوی اس کے بچے اب ایسی
صورت میں اس کے اوپر شعور وابستہ ہو تا ہے تا کہ اس کی دنیا وی دلچسبی
بھی بر قرار رہے اور وہ دنیا وی ترقی کر تا رہے ۔بعض اوقات تو ایسا ہو تا ہے
کہ کئی کئی بات کسی بندے کو لا شعور کے قریب پہنچنے کے بعد لا شعور میں
داخل کیا جا تا ہے ۔تاکہ اس کے د نیا وی دلچسبی قائم رہے یہ سارے کام جو ہیں
روحانی استاد کا ہو تا ہے حضور قلندربابااولیا ء   فر ما یا کر تے تھے کہ بھئی پیرو
مر شد کا کام بھی عجیب ہے کہ وہ اپنے مر ید میں لگا رہتا ہے کبھی وہ اس کو
لا شعور میں داخل کر تا ہے کبھی شعور میں داخل کر تا ہے کبھی اس کی
خواہش یہ ہو تی ہے کہ میرا مر ید کچھ دیکھ لے جب مر ید کو دیکھا دیا جا تا ہے
تو اس کے دماغ پر بو جھ پڑ جا تا ہے یہ دنیا وی فکر کم ہو نے لگتی ہے وہ اوپر
کی دنیا میں ڈھکیلتا ہے تو فر ما یا کر تے تھے یہ پیر کا جو کھا تہ ہے یہ اندھا کھا
تہ ہے مرید کو تو یہ پتا ہی نہین چلتا پیر صاحب کیا کر رہے ہیں ۔بظاہر کر ئی
چیز نظر آتی ہی نہیں اندرہی ہورہا ہے جو کچھ ہو رہا ہے پہلے زمانے میں
خانقائی نظام خانقاء یہ ہوا کر تا تھا کہ ایک ایک پیر نے دو سرے پیر کے پاس بھیج
دیا دو سرے نے دوسرے کے پاس بھیج دیا تو وہاں کے جو خانقاء نظام کے بڑے ہو تے
تھے تو مر یدین کو بتا دیا کر تے تھے کہ کیا کام ہوا دیکھو بھئی تم پہلے کیسے تھے
تمہا ری طرزفکر کیسی تھی تمہا ری طرزفکر میں کیسی تبدیلی آگئی تو اس
سے یہ پتا چل جا تا تھا کہ نہیں واقعی ہمارے صاحب ہمارے پیرو مر شد نے بڑی
محنت کی اب یہ کو ئی خانقائی نظام ہی نہیں ہے اب یہ کو ئی رو حانیت بھی

ہے تماشہ اور کا رو بار وہی ہے جس طر ح ہمارے مذہبی دانش ور علماء نے
مذہب کو کا رو بار بنا لیا ہے پیٹ کا ایندھن بنا لیا ہے ہر چیز میں میں پیسہ نماز
پڑھا و تو پیسہ آزان دو تو پیسہ قرآن پڑھو تو پیسہ بچو ں کے کان میں آذان دوتو
پیسہ بچوں کی بسم اللہ کر ائو تو پیسہ اب اس کی جو شا خیں ہیں وہ بھی
جناب گدی نشین ہو گئے ہیں ہتعویز کے پیسے ،دم کے پیسے اس کے پیسے اس کے
پیسے جس طر ف بھی جا ئو جہاں اللہ اور رسول اللہﷺ کا نام لیا جارہا ہے وہاں
پیسوں کے علاوہ کو ئی بات تو نظر آتی نہیں اب وہاں کو ایسا پیر ہے بھی جو
فی الواقع کچھ کر تا ہے مر ید کے ساتھ تو وہاں کوئی بتا نے والا بھی نہیں ہے کہ
ہمارے ساتھ یہ ہوا تو میں ایک بات یہ سمجھتا ہوں اور میں سلسلہ عظیمیہ کے
جو شا گر د ہیں ان سے بھی یہ عرض کر تا ہوں کہ اتنا آدمی کو ضرور سوچنا چا
ہیے اگر ہمیں سلسلہ میں آئے ہو ئے پا نچ سال ہو گئے تین سال ہو گئے تو جب
ہم سلسلہ میں داخل ہو ئے اس وقت ہماری ذہنی کیفیات کیا تھی اس وقت
ہمارے اندر اللہ کے ساتھ کو ئی رشتہ تھا یا نہیں تھا اس وقت ہم بے سکون تھے
تو اس سلسلہ میں آنے کی بعد ہمیں کتنا سکون ملا چا ہے ہمیں سکون اس بات
سے ہی ملا ہو کہ ہمارے تصرف بیٹھا ہو اہے ہمارے یہ دعا گو بیٹھا ہوا ہے کیا
پیرو مر شد نے کو ئی ایسا کا رو بار کیا ہے مر ید کے ساتھ جس سے یہ ثابت ہو تا
ہو کہ بھئی وہ دنیا کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اب بھئی جہاں تک یہ تعلق ہے
کہ مر ید بھی اپنے پیرو مر شد کی خد مت کر تے ہیں وہ تو دو ست احباب بھی
ایک دو سرے کی خدمت کر تے ہیں اب یہ گا ئوں ہے ہمارا یہ یہا ں کا خانقائی
مراقبہ ہال کا اب ظاہر ہے یہاں آکر چینی پیس رہے ہیں چا ئے کی پتی بھی چا
ہیے اور اس سے ایک نطام قائم ہے کوئی، چا ئے کی پتی لے آتا ہے کوئئی چینی لے
آتا ہے کو ئی آٹا لے آتاہے لیکن کسی کے اوپر کسی قسم کا دبا ئو نہیں ہے مثلاً
کو ئی آدمی کسی قسم کا کو ئی رشن لا کر یہاں ڈال دے تو اپنی مر ضی سے تو
پچا س آدمی یہاں آکر کھا بھی لیتے ہیں تو اب یہ کہا جا ئے ایک صاحب آئے میرے
پاس لندن سے تو کہنے لگے صاحب آپ تو پکے دنیا دار ہیں اس کا رو حانیت کا دنیا
سے کیا تعلق میں نے کہا بھئی کیا تم نے دیکھا کہنے لگے صاحب اتنے آدمی آرہے
ہیں اتنے آدمی آرہے ہیں اتنے آدمی رو ٹی کھا رہے ہیں تو میں نے کہا بھئی رو ٹی
کھا رہے ہیں اب اپنا کھا رہے ہیں میرا کیا کھا رہے ہیں اب کو ئی گھی کا کانستر
لے آیا کسی نے لا کر دال ڈال دی کسی نے آکر رو ٹی پکا کر کھلا دی زیادہ تر لوگ
اپنے پاس رکھتے ہیں اللہ میاں نے مجھے بھی دیا ہے میرے بچے بھی اللہ کا شکر
ہے محنت مزدوری کر تے ہیں میں بھی اس میں ڈال دیتا ہوں دنیا داری سے
حیثیت کے صاحب یہ کھا نے پینے کا چکر ہے آپ نے خوب میلہ لگا ئے رکھا ہے کہ
صاحب آپ کے ساتھ آدمی ہیں خوب رو ٹی کھا رہے ہیں ظاہر ہے جہاں رو ٹی
زیادہ بنتی ہیں وہاں لوگ زیادہ آتے ہیں اب یہ سو چنا ہے کہ میں نے ان سے
کہا کہ بھئی بات یہ ہے کہ جب لوگ آئیں گے بیٹھیں گے تو بھئی کھا نا کھلا ئیں گے
کہنے لگے کتنے پیسے دیں گے میں آیا ہوا ہوں آپ کے یہاں چار دن سے ٹھہرا ہوا

ہوں میں نے تو آپ کو سو روپے بھی نہیں دئیے تو میں نے کہا بھئی تم نے نہیں
دئیے تمہا رے بھا ئیوں نے دے دئیے مقصد یہ ہے کہ یہ کو ئی دنیا داری کی بات
نہیں ہو ئی بر حال آدمی جہاں بھی بیٹھے گا اللہ تعالیٰ کے انتظام کے تحت بھئی
وہ وہاں چا ئے بھی پئے گا رو ٹی بھی کھا ئے گا ہتو مقصد یہ ہے کہ یہ جو رو
حانیت ہے یہ بہت ہی مشکل کام ہے اور حضور قلندر بابااولیا ء فر ما یا کر تے
تھے کہ روحانی علوم جو ہیں دراصل ایسا ہے جیسے کو ئی آدمی لو ہے کے چنے
چبا یئے تو لو ہے کے چانے چبا نے ہیتو ایک آدمی نے لو ہے کے چا نے چبا نے شروع
کر دئیے لیکن اس نے اتنے زیادہ چبا لئے اس کے دانت ہی نہیں رہے تو ظاہر ہے
ایسی صورت میں وہ چنے جو ہیں وہ واپس لے لئے جا ئیں گے کہ دانٹ مضبو ط
ہو جا ئیں گے پھر چنے دیں گے پھر چبا لو تو یہی نمک کا بھی سلسلہ ہے نمک کی
زیادتی سے کیوں کہ آدمی کی اندورنی وارداتوں سے ریا متحرک ہو جا تی ہے اور
ان میں ا ضا فہ ہو جاتا ہے اس لئے وہ پر یشان ہو جا تا ہے تو اس پر یشانی کو
ختم کر نے کے لئے نمک کم کر وا دیا جا تا ہے ہچ اور مٹھا س کی مقدار زیادہ کر
وا دی جا تی ہے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 69

Track 3

Time 07:51

۳۔انسان کس طر ح پر سکون زندگی گزار سکتا ہے ؟

زندگی گزارنے کا جو عمل ہے اور اس زندگی گزرنے کے عمل میں جو اللہ تعالیٰ
کی مہربانی رحمتیں شامل ہیں تو ان پر جب غور کیا جا ئے تو اللہ تعالیٰ نے بندے
کو جو زندگی دی ہےاور بندے جس طر ح زندگی گزارنا چا ہتے ہیں تو اس کے
پیچھے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چا ہتے ہیں کہ بندے خوش ہو کر زندگی گزاریں ۔
یہ اللہ تعالیٰ کا ایک میزاج ہے۷ اللہ تعالیٰ کیوں کہ خود کبھی نا خوش نہیں ہو
تے اس لئے اللہ تعالیٰ بھی یہ چا ہتے ہیں کہ بندے بھی نا خوش نہ ہو ں اوران
کی خوشی زندگی میں زیادہ ہے جب آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہ السلام
جنت میں تھے تو وہاں بھی وہ خوش ہو کر زندگی گزارتے تھے اور جب وہ یہاں
آئے دنیا میں تو یہاں بھی ان کو پر یشانیاں لا ئق ہو ئیں لیکن یہاں بھی انہوں نے

جو زندگی گزاری وہ خوش ہو کر گزاری ۔آدمی کی زندگی کا مطا لعہ کیا جا ئے
تو اس کے علاوہ کو ئی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ دراصل آدمی ایک مسافر ہے
اور وہ سفر کر رہا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ آپ کرا شی سے پشاور کے لئے
ریل میں بیٹھ گئے اس میں آپ کو ایک رات ایک دن جتنا بھی وقت لگے تو آپ ریل
میں بیٹھے ہو ئے ہیں تو یہ چو بیس گھنٹے چھتیس گھنٹوں میں آپ کی زندگی کی
جتنی بھی ضروریات ہیں یہ بھی پو ری ہو رہی ہے ۔آپ سو بھی رہے ہیں آپ
کھا نابھی کھا رہے ہیں اب یہ جو ضروریات ہیں بنیادی اسے بھی آپ پو را کر رہے
ہیں لوگوں سے آپ مل بھی رہے ہیں ہنس بھی رہے ہیں کسی بات لیکن آپ کے
ذہن میں یہ بات ہے کہ میں ریل میں بیٹھا ہوا ہوں اور سفر کر رہا ہوں اور آپ
کسی سے کو ئی ایسی بات نہ کر یں کہ جس سے آپ کا یہ سفر نہ خوش گوار
ہو ۔اگر کو ئی تکلیف بھی ہے تو آپ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ بھئی تھوڑی دیر
کی بات ہے بس بس روکے گی اپنے گھر چلے جا ئیں گے کو ئی نہیں اس سفر کو
خوشی خوشی گزاریں ۔تو زندگی اب فی الواقع مسافرت کے علاوہ کچھ ہیں
مسافر بن کر گزرا جا ئے تو آدمی خوش ہے ا گر زندگی کو مسافرت کے بجا ئے
مقصد بنا کر گزارے تو پھر اس کے اوپر تکلیفیں اور پر یشانیاں مسلط ہو جا تی
ہیں جب آدمی پید اہو تا ہے بچہ پیدا ہو تا ہے اور جب مر تا ہے تو پیدا ہو نے کے
عمل کو یہ سمجھا جا ئے کہ بچہ پیدا ہو اتو ریل میں سوار ہو گیا او ر جب وہ
مرا تو ریل کی زندگی سے اتر گیا تو ریل کی زندگی کو اگر کو ئی بچہ مقصد قرار
دے گا تو وہ نا خوش ہو گا اور ریل کی زندگی کو بحیثیت مسافر کے پو ری کر ے
گا تو وہ نا خوش نہیں ہو گا کیوں کہ اسے پتا ہے کہ یہ جو بھی حالات مجھے
پیش آرہے ہیں یہ عارضی ہیں اور جب میں ریل سے اتر جا ئوں گا اپنے گھر میں
چلا جا ئوں گا تو یہ عارضی جو سفر ہے یہ ختم ہو جا ئے گا ۔ تو ایسی صورت
میں ہو نا یہ چا ہیے کہ آدمی زندگی میں رہتے ہو ئے اللہ تعالیٰ کے دئیے ہو ئے
تمام وسائل کو چلا رہا ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہو ئی ہر نعمت کر استعمال کر
رہا ہے لیکن یہ سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہو ئی عارضی دنیا میں بیٹھ کر
مسافر ہوں ۔تو خوش رہنا بہت آسان ہے وہ یہ ہے کہ آدمی فی الواقع مسافر
ہے تو ساری زندگی مسافرت میں گزارے اور مسافر بن کر گزارے اور جب سفر
ختم ہو جا ئے تو آدمی اپن ے گھر چلا جا ئے یعنی مر نے کے بعد کا جو عالم ہے اس
میں منتقل ہو جا ئے وہ ااپنی اصل اختیار سے اس زندگی کو سفر کی حیثیت سے
گزارے گا ۔تب بھی اس کو مر نا ہے اور تب بھی ااہ اس زندگی کو سفر کے
حساب کتاب سے نہیں گزار ے گا مقصد قرار دے گا جب بھی اسے مر نا ہے مر نے
سے مراد ہے وہ عارضی ریل میں بیٹھ گیا اسے اتر نا ہے ریل میں بیٹھنے کا مطلب
یہ ہے کہ جو آدمی پیدا ہو گیا اسے مر نا ضرور ہے تو یہ زندگی عارضی ہے اس
عارضی زندگی کو اگر یہ سمجھ کر گزار جا ئے کہ چند روز کے ہم یہاں مہمان
ہیں اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں نعمتیں دی ہیں ان کا پو را پو را استعمال کیا جائے
خوش ہو کر کھا یا پیا جا ئے اللہ کا شکر کیا جا ئے اور ساتھ ساتھ یہ بات بھی

ذہن میں رکھی جا ئے کہ کو ئی ہستی ہے جو ریل چلا رہی ہے ۔اور وہ ایسی
ریل ہے کبھی رو کتی نہیں ہے اب ہم اس زمین کو ریل تصور کر لیں تو یہ
لاکھوں سال سے دنیا بنی ہو ئی ہے کروڑوں سال سے تو یہ لا کھوں سال سے دنیا
چل رہی ہے کروڑوں سال سے یہ عمل جاری ہے کہ کو ئی ریل میں بیٹھ رہا ہے
اور کو ئی بیٹھ گیا وہ چل رہا ہے اگر اس کو کو ئی دنیا کو کو ئی ریل سمجھ کر
سفر کے تحت زندگی گزاری جا ئے ۔تو آدمی خوش رہتا ہے اور دنیا کو مقصد
قرار دے دیا جا ئے تو آدمی نہ خوش رہتا ہے ۔اختتام

★★★★★★★.